© rasailojaraid.com

انتخاب :۔ ح۔ا۔ف

حاصلِ مطالعہ

ابن الغنم | (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو) عیاض بن غنم عامل مصر کی نسبت شکایت پہنچی۔ کہ وہ باریک کپڑے پہنتے ہیں اور ان کے دروازہ پر دربان مقرر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضؓ کو تحقیقات پر مامور کیا۔ محمد بن مسلمہ نے مصر پہنچ کر دیکھا تو واقعی دروازے پر دربان تھا۔ اور عیاض باریک کپڑے پہنے تھے۔ اسی ہیئت اور لباس ساتھ لے کر مدینہ آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کا باریک لباس اتروا دیا اور بالوں کا کُرتہ پہنا کر جنگل میں بکریاں چرانے کا حکم دیا۔ عیاض کو انکار کی مجال نہ تھی۔ مگر بار بار کہتے تھے کہ اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ تمہارا آبائی پیشہ ہے اس میں عار کیوں ہے؟

شاہ معین الدین احمد ندوی خلفائے راشدین صـ ۱۳۲

سائنس اور مذہب کی حدود | الحاصل جب سائنس کا سارا زور مشاہدات اور محسوسات پر ختم ہو جاتا ہے تو خود اندازہ کرو کہ جن سوالات پر مذہب کی بنیاد قائم ہے۔ مثلاً عالم کا نقطۂ آغاز کیا ہے۔ جیسا کہ ہکسلے نے کہا تھا کہ سائنس کا قدم آغاز اشیاء کی جانب چند قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ تو پھر آخری نقطہ تک اس کی رسائی کیوں کر ہو سکتی ہے۔ پس سچ یہ ہے کہ سائنس جہاں اپنی تحقیقات ختم کر دیتی ہے مذہب وہیں سے اپنا درس شروع کرتا ہے۔ سائنس صرف عالم شہادت (عالم محسوس کے چند واقعات محسوسہ کو کلیات کی شکل میں پیش کر کے اپنے بازو ڈال دیتی ہے۔ محسوسات کے آگے قدم رکھتے ہی اس پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔ وہ کچھ نہیں کہہ سکتی کہ آگے کیا ہے؟ اور مذہب انسان کا یہیں سے ہاتھ پکڑتا ہے۔ اور غیب (عالم غیر محسوس) کے سارے اسرار کو اس کے سامنے بے نقاب کرتا چلا جاتا ہے۔ سائنس کچھ نہیں بتا سکتی کہ دنیا کی ابتدا کیونکر ہوئی؟ مذہب آتا ہے اور اس حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے۔ انسان مرنے کے بعد کہاں جاتا ہے؟ اور اس پر کیا گذرتی ہے۔ سائنس اس کے جواب سے قاصر ہے اور مذہب اس کی تفصیل پیش کرتا ہے دنیا کا آخری انجام کیا ہوگا؟ سائنس متحیر ہے۔ کہ اس کا کیا جواب دے۔ مذہب آتا ہے اور اس حیرت کو مٹا دیتا ہے۔

(مولانا مناظر احسن گیلانی۔ الدین القیم صـ ۲۶)

بصد خون برابر است | ایک دفعہ دربار جہانگیری میں امیر الامراء کا یہ شعر پڑھا گیا ؎

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بگذر مسیح از سرِ ما کشتگانِ عشق　　یک زندہ کردن تو بصد خوں برابر است

جہانگیر کے اشارے پر سب نے اس پر غزلیں لکھیں۔ جہانگیر نے ملا احمد مہر کن کا شعر پسند کیا۔ چنانچہ یہ تمام واقعہ خود تزک میں لکھا ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

"بتقریب ایں بیت امیر الامرا خواندہ شد　ع　بگذر مسیح از سرِ ما کشتگانِ عشق

چوں طبع من موزون است گاہے باختیار و گاہے بے اختیار مصرعے و رباعی یا بیتے در خاطرم سر میزند ایں بیت بر زبان گذشت۔

از من متاب رخ کہ بے تو نیم یک نفس　　یک دل شکستن تو بصد خوں برابر است

چوں خواندہ شد، ہر کس کہ طبع نظم داشت دریں زمین بیتے گفتہ گزرانید۔ علی احمد مہر کن کہ احوال او پیش ازیں گذشت بدیہۃً گفتہ بود۔

اے محتسب ز گریہ پیرِ مغاں بترس　　یک خم شکستن تو بصد خون برابر است

مولانا شبلی نعمانی۔ شعر العجم ج ۳۔ ص۱

راقم نے بھی اس شعر پر تک بندی کی ہے بطور ادبی لطیفہ کے یہاں نقل کرنا بے جا نہ ہوگا۔ ے

گلچیں بترس ز آہِ عندلیب ناتواں　　یک گل شکستن تو بصد خوں برابر است

اسلام اور قرآن | اسلام علیم وخبیر اور سمیع و بصیر رب العلمین جل ذکرہ کی طرف سے نازل کردہ دین ہے۔ چند حکماء وعقلاء کی ذہنی ادراک کا نتیجہ نہیں۔ نہ قانون ساز اداروں یا قوم کے چند نمائندوں کی دماغی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ یہ اس علیم وخبیر کی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کا ظہور ہے۔ جو ہر دور، ہر زمانہ ہر قوم اور ہر ملک کے انسانوں کا خالق ہے جو پوری انسانیت کی حقیقی امراض سے باخبر اس کی واقعی ضروریات سے واقف اور اس کی دقیق نفسیات کا راز داں ہے۔

قرآن اگرچہ جدید اصطلاح میں دستور یا قانون کی کتاب نہیں ہے۔ جسے عنوانات پر مرتب کیا گیا ہو۔ لیکن اس میں انسانیت کے تمام ہمہ گیر مسائل کی طرف اصولی اشارات دئے گئے ہیں۔ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت مبارکہ اور سیرت طیبہ میں متشکل ہو کر سامنے آئے ہیں۔ خلافت راشدہ کی تشریحات اور فقہاء امت کی تنقیحات کے بعد وہ ایسا کامل و مکمل دستور ہے۔ کہ دنیا کا کوئی دستور نہ اس کی ہمسری کر سکا ہے نہ کر سکے گا۔ سید محمد یوسف بنوّری۔ بیّنات

دو ٹوک فیصلہ | آج ہمیں دو ٹوک فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ اگر ہمیں ایک باحمیت، باغیرت باضمیر اور بامقصد قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے۔ ملک کو داخلی سازشوں اور استعماری یورشوں سے بچانا ہے۔ تو ہمیں نئے عزم نئے یقین پورے اخلاص وایمانداری سے اسلام قبول کرنا اور اسے زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ کرنے کا نئے سرے سے عہد کرنا ہوگا۔ ورنہ اگر ہماری بدعملی نفاق دورخی اور سیاست کا رنگ ڈھنگ یہی رہا تو ہمیں اس سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی زیادہ خطرات پیش آسکتے ہیں (حوالہ بالا)

حاصل ہر سعی | ہم طلب و کوشش کے مکلف ہیں۔ وصول کے نہیں۔ اس لئے سالک کے لئے ہمت کرکے کوشش کرلینا ہی کافی ہے۔ اس راستے میں ہر قدم راہ بھی ہے اور منزل بھی۔ ذریعہ بھی ہے اور مقصد بھی۔ یعنی اپنی ہمت و کوشش سے رضائے الٰہی کی جستجو میں لگا رہے۔ اور اس راستے میں جتنی گھاٹیاں آئیں گی۔ وہ وصول کا ہی حکم رکھیں گی۔ کیونکہ سالک کا کام صرف محنت اور جستجو ہے۔ حضرت والا (سید سلیمان ندویؒ) فرماتے ہیں۔

جد و جہد دہر میں ہے ذوق شوق و لطف دید — حاصل ہر سعی میری سعی لا حاصل میں ہے

منزلِ مقصود ہے راہِ طلب کا ہر قدم — وہ سر منزل ہے جو اب تک رہِ منزل میں ہے

مولانا محمد اشرف خان صاحب سلوک سلیمانی ص ۱۴۶

نئے دور کا چیلنج اور اسلام | یہاں ہم اتنا ضرور عرض کئے دیتے ہیں کہ اس وقت مادیت اور ظاہر پرستی کے چیلنج کو صرف اسلام ہی قبول کرسکتا ہے۔ جس میں طلب معاش، حصول رزق اور کسب حلال کی گنجائش تو ہے۔ مگر خدا فروشی کی نہیں۔ جہانبانی اور جہانگیری ہے مگر ظلم و استبداد نہیں، حصول منفعت کا حق ہے مگر حق تلفی اور خود غرضی کا نہیں۔ دشمن سے مقابلہ ہے مگر عیاری نہیں۔ دنیا ہے مگر دین سے بغاوت نہیں۔ ربانیت ہے مگر رہبانیت نہیں۔ علم و معرفت ہے مگر جمود و تعصب نہیں۔ نعمتوں اور لذتوں سے لطف اندوزی ہے مگر اباحیت اور انارکی نہیں۔ عیسائیت تو اس وقت دم توڑ چکی تھی۔ جب کہ خدا نے انسانی ہدایت کے لئے آخری روشنی بھیجی۔ قرونِ وسطیٰ کا غیر متمدن اور بیسویں صدی کا ترقی یافتہ یورپ تو علم و تحقیق کے نام پر کتب مقدسہ میں الحاق و تحریف اور دشمنِ فطرت خود ساختہ مسیحی اصول کے ذریعہ اس تابوت میں آخری کیل ٹھونک چکا ہے۔ مسیحیت، دین و مذہب اور علم اور معرفت کے ہر معرکہ میں شکست کھا چکی ہے۔ تو مادیت کے میدان میں کیا سنبھل سکے گی؟

عصر حاضر کی انسانیت آج جس خلا کا شکار ہے یہ خلا صرف اور صرف اسلام ہی سے پُر ہو سکتا ہے کہ موجودہ بے چینی، اضطراب، درد و تڑپ پریشانی اور تشنگی کا مداوا صرف اسلام ہی ہے۔

(مولانا سمیع الحق۔ اسلام اور عصر حاضر صفحہ ۳۶)

© rasailojaraid.com